© rasailojaraid.com

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ سنن دارمی جامعیت، حسن ترتیب اور علو اسناد ہر لحاظ سے اس رائے کی مستحق ہے جو یہ اہلِ علم پیش کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ اہلِ قلم حضرات مختلف پہلوؤں سے اس کا تعارف کرائیں اس کی اہمیت کو واضح کریں اور مشائخ حدیث اور ارباب مدارس اس کی طرف توجہ فرمائیں اور اسے درس میں شامل کریں۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مرحوم نے سنن دارمی کا قدیم نسخہ حاصل کر کے اس کی تصحیح اور دیگر نسخوں سے اس کا مقابلہ کرا کر ۱۲۹۳ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع کرایا۔ اس کے کل صفحات ۴۳۳ ہیں خط بہت عمدہ اور جلی ہے۔ شروع میں مولانا محمد عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری کے قلم سے مقدمہ بھی ہے۔ ہندوستان کے اکثر بڑے کتب خانوں میں موجود ہے۔ میری نظر سے سنن دارمی کا یہی ایک نسخہ گذرا ہے۔ سنن دارمی ایک ہزار پانچ سو آٹھ الواب پر مشتمل ہے جن میں تین ہزار پانچ سو ستاون حدیثیں آگئی ہیں[۱] سنن دارمی ۱۳۳۷ھ میں دو جلدوں میں دمشق میں شائع ہوئی ہے۔

سنن دارمی کے تراجم

(۱) سنن دارمی کا مکمل ترجمہ "تحت اللفظ بلا متن" اسلامیہ پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ دہلی " نے کرزن اسٹیم پریس میں طبع کرا کر شائع کیا تھا یہ ترجمہ متوسط (۲۰×۲۶) سائز کے پانچ سو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ مرزا حیرت دہلوی کی نگرانی میں شائع ہوا ہے مترجم کے نام کی جگہ لکھا ہے کہ "فاضل علماء سے عربی کا اردو میں ترجمہ کرایا" ہو سکتا ہے کہ یہ ترجمہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کا کیا ہوا ہو واللہ اعلم یہ ترجمہ میرے پاس موجود ہے اس پر سنِ طباعت درج نہیں ہے لیکن ڈاکٹر عبدالحق صاحب بابائے اردو مرحوم نے نہ معلوم کہاں سے اس کا سن طباعت ۱۳۰۰ھ بیان کیا ہے[۲]۔

(۲) دوسرا ترجمہ بامحاورہ سلیس اور شگفتہ اردو زبان میں ہے لیکن اخیر سے یہ اور مذکورہ ترجمہ دونوں بہت ملتے جلتے ہیں اس ترجمہ کا ایک نسخہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ مگر ناقص ہے[۳]۔

(۳) ڈاکٹر عبدالحق صاحب مرحوم نے ایک ترجمہ کا ذکر کیا ہے کہ مطبع سعیدی کراچی سے ۱۹۵۱ء

---

[۱] بستان المحدثین ص۴۹ [۲] قاموس الکتب ص۱۵۷ [۳] مراسلت محترم مولانا ظفر الدین صاحب مفتاحی و محترم مولانا سید محبوب صاحب رضوی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں شائع ہوا ہے اور اس پر مفتی انتظام اللہ شہابی کا مقدمہ ہے صفحات ۴۹۶ ہیں[1]۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ ہم نے نمبر ۲ میں جس ترجمہ کا ذکر کیا ہے یہ وہی ہے یا کوئی اور ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "اتحاف المھرۃ باطراف العشرۃ" میں جن دس کتابوں کے اطراف جمع کئے ہیں ان میں دارمی بھی ہے۔ ذیل التذکرۃ لابن فہد ص۳۳ اس اتحاف المہرۃ کا قلمی نسخہ مکتبہ مرادیہ آستانہ میں محفوظ ہے (حاشیہ کوثری بر ذیل مذکور)

وفات: امام دارمی عرفہ کے دن جمعرات کو بعد نماز عصر سن دو سو پچپن ہجری (۲۵۵ھ) میں فوت ہوئے اور عید الاضحیٰ جمعہ کے روز دفن کئے گئے[3]۔

اسحٰق بن احمد بن خلف البخاری کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جب امام دارمی کی وفات کی اطلاع کا خط ملا تو آپ نے انتہائی صدمہ سے سر جھکا لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ حسرت آمیز شعر نکلا حالانکہ بجز ان اشعار کے جو احادیث میں آگئے ہیں یا جس کی ضرورت کسی لفظ کی تحقیق کے سلسلے میں پڑ گئی ہے آپ کبھی شعر نہیں پڑھتے تھے۔

ان تبق تفجع بالاحبۃ کلھم

وفناء نفسک لا ابالک افجع[4]

ترجمہ: اگر تو زندہ رہے گا تو تمام دوستوں کی موت کا صدمہ تجھ ہی کو اٹھانا پڑے گا۔ لیکن خود تیری موت کا سانحہ ان سب سے زیادہ المناک ہے۔

رحمۃ اللہ علینا و علیھم اجمعین

---

[1] قاموس الکتب ص۱۳۴ [2] تاریخ بغداد ج۱۰ ص۳۲ ، [3] تہذیب التہذیب ج۵ ص۲۹۶

مقدمہ سنن دارمی ص۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرزا غالب اور مدرسہ کا کمیٹی

(۲)

پروفیسر ابو محفوظ الکریم معصومی۔ مدرسہ عالیہ، کلکتہ

کلیات میر تقی میر ۱۸۱۱ء میں طبع ہوا۔ سرورق پر یہ عبارت ملتی ہے۔ "مدرسہ عالیہ کے لئے نوازش تفضلات سے صاحبان عالی شان کالج کانسل .... بہ تصحیح مرزا کاظم علی جوان اور مرزا جان طپش و مولوی محمد اسلم و قاری چرن متر ... ۱۸۱۱ء میں مطابق ۱۲۲۶ ہجری، ہندوستانی چھاپہ خانے میں چھاپا کیا ہوا"

رقعات جامی کا پہلا ایڈیشن مولوی الہ داد نے ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں شائع کیا تھا۔ اس کے خاتمہ کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

برژرف نگاہان .... پوشیدہ نماند کہ چون برائے صاحبان عالیشان جماعہ متعلمین مدرسہ عالیہ، کہ در صدد کسب مہارت بزبان فارسی اند، از اقسام نثر اکثر.. مثل بہار دانش و اخلاق محسنی، و انشائی ابوالفضل و اخلاق جلالی، درتحت طبع درآمد خواستم کہ برائے طبع نثرے برگزینم ...." (طبع دوم ۱۲۴۲ھ ۱۸۲۷ء در مطبع ایشیاٹک لیتھوگرافک کمپنی)

ظاہر ہے کہ صاحبان عالیشان جس مدرسہ عالیہ کے متعلم تھے، وہ فورٹ ولیم کالج ہی ہوسکتا ہے۔ یا کلیات میر کی طباعت جس مدرسہ عالیہ کے لئے ہوئی تھی اس سے یہی کالج مراد لیا جاسکتا ہے، نہ کہ محمڈن کالج۔

برہان قاطع مطبوعہ ۱۸۱۸ء، قصہ حاتم طائی (۱۸۱۸ء) مطبوعہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وغیرہ کے سرورق اور دیباچہ میں مدرسۂ عالیہ فورٹ ولیم، مدرسۂ عالیہ، اور مدرسہ عالیہ کالج کے الفاظ ملتے ہیں جو فورٹ ولیم کالج کے لئے لکھے گئے ہیں۔

منتخب الفوائد محمد خلیل علی خاں اشک کی قابلِ قدر تالیف ہے، جو دراصل کتاب آداب الحرب و الشجاعۃ کا ترجمہ ہے جس کا دوسرا نام اوصاف الملوک وطرق حروبہم ہے۔ اس کے دیباچہ میں مترجم کا یہ بیان ملتا ہے۔ "احقر العباد محمد خلیل علی خان نے کہ تخلص جس کا اشک ہے سن بارہ سے چھبیس [۲۶] کے درمیان مطابق اٹھارہ سو دس عیسوی کے، وقت میں محمد اکبر بادشاہ غازی کے اور عصر میں..... لارڈ منٹو گورنر جنرل بہادر ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز..... اور حکومت میں خداوند نعمت کپتان ٹیلر صاحب دام حشمتہ کی، انتظام میں.... ڈاکٹر ولیم ہنٹر صاحب دولتہ کے، کتاب اوصاف الملوک وطرق حروبہم کو، کہ سلطان التمش کے حکم سے جس کو محمد منصور سعید ابوالفرح خلیل نے بمشقت تمام بڑی جد و جہد سے ہزاروں کتابوں کا انتخاب کرکے تالیف کیا تھا، زبان میں موافق محاورے کے، واسطے مدرسۂ عالیہ کے ترجمہ کیا.... نام اس کا منتخب الفوائد رکھا۔ کیونکہ تاریخ بھی اس کی یہی ہے۔" (مخطوطہ نمبر ۱۲، اردو ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

منقولہ بالا عبارت میں مدرسۂ عالیہ، یقیناً فورٹ ولیم کالج کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

۱۸۰۳ء میں خرد افروز کا نسخہ تیار ہوا، مقدمہ میں مترجم کا بیان حسب ذیل ہے:

"بعد حمد و نعت کے شیخ حفیظ الدین احمد بن شیخ ہلال الدین محمد بن شیخ محمد ذاکر صدیقی، کہتا ہے کہ اس فقیر کے جد اعلیٰ پہلے عرب سے دکن کو آئے، بعد دو تین پشتوں کے شیخ حسن مغفور جنت البلاد بنگلے کو تشریف لائے..... اس حقیر نے بیس برس کے سن تلک مدرسہ کمپنی میں رہ کر علوم عربی و فارسی سے فراغت کی، جو فکر معیشت کی انسان کو لازم ہے، تحصیل علم کے بعد تلاش میں در آیا، اور کمپنی بہادر کے اس مدرسہ عالی میں نوکر ہوا کہ جس کی بنا امیر پر تدبیر اشرف الاشراف مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہٗ کے عہد میں ہوئی۔ (مخطوطہ نمبر ۱۱۸، اردو، ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

اس عبارت میں مدرسہ کمپنی سے، جہاں شیخ حفیظ الدین نے تحصیل علم کی، یقیناً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدرسہ عالیہ یا محمڈن کالج مراد ہے جو اس وقت تک بیٹھک خانہ روڈ پر واقع تھا۔ اور کمپنی کے مدرسہ عالی سے جس کی بنا گورنر جنرل ویلزلی کے عہد میں ہوئی فورٹ ولیم کالج مراد ہے۔

فتاویٰ قاضی خان کی چار جلدیں ۱۸۳۵ء میں ایشیاٹک لیتھوگرافک پریس میں طبع ہوئی تھیں، تصحیح کرنے والوں میں ایک نام مولوی حافظ احمد کبیر، آمین مدرسہ کمپنی بہادر کا ملتا ہے۔ انگریزی سرورق پر ان کے نام کے ساتھ SUPERINTENDENT OF THE GOVERNMENT MADRASA لکھا ہے۔ امین مدرسہ کمپنی بہادر سے محمڈن کالج کے عہدۂ نائب سکریٹری کی طرف اشارہ ہے جس پر حافظ صاحب ۱۸۲۳ء ہوئے تھے[۱]

سید منصور علی بن سید امام بخش حسینی موسوی سبزواری نے قصۂ سیف الملوک کا ترجمہ بحرِ عشق کے نام سے کیا تھا اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:- "..... کلکتہ میں وارد ہو کر بصیغہ منشی گری صاحبان عالیشان نو آموزوں کی تعلیم و درس کے واسطے، مدرسہ میں کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ کے تفریق ہندوی میں سرفراز ہوا ہے ..... سن بارہ سو اٹھارہ ہجری میں مطابق اٹھارہ سو تین عیسوی (۱۸۰۳) کے زبان ریختہ نثر میں ترجمہ کیا (میرق : ۲، مخطوطہ نمبر ۱۱) یہاں مدرسہ کمپنی انگریز بہادر سے فورٹ ولیم کالج مراد لیا گیا ہے۔

اقتباسات منقولۂ بالا سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مدرسۂ عالیہ، مدرسۂ عالی، مدرسۂ کمپنی

---

[۱] حالات کیلئے دیکھئے: تذکرۂ کاملان رامپور ص ۲۹، تاریخ مدرسہ عالیہ ج ا ص ۷۶

حافظ صاحب کی نگرانی میں ایک ہفتہ وار "آئینۂ گیتی نما" کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ شاہ الفت حسین فریاد اسی ہفتہ وار کے سلسلہ میں راجہ محبوب سنگھ کو لکھتے ہیں: "الحال اخبار یکہ مسمی با آئینۂ گیتی نما ست، ظہور محاسن آن موقوف بر مطالعہ عالی است، در مدرسہ عالیہ باہتمام فاضل نحریرۂ عالم بے نظیر حافظ احمد کبیر صاحب مطبوع می شود۔ قطعہ از این بعالی خدمت ہم سمت ایلاغ می یابد اگر پسند جناب سامی باشد بفقیر ارشاد رود کہ در بندگی حافظ صاحب اعلام کنند۔ تا در ہر ہفتہ بخدمت عالی رسیدہ باشد (ریاض الافکار تذکرۂ فریاد)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا اطلاق فورٹ ولیم کالج پر بھی ہوتا تھا اور کبھی محمڈن کالج سے تمیز کرنے کے لئے فورٹ ولیم کالج کو مدرسۂ جدید کہتے تھے (دیباچہ انتخاب سلطانیہ ۔ مخطوطہ نمبر ۱۹، ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) لیکن کسی قید احترازی کا التزام بہر حال غیر ضروری تھا۔

مرزا غالب کی تحریر میں (مدرسۂ سرکار کمپنی) سے مدرسۂ عالیہ یا محمڈن کالج، کی طرح فورٹ ولیم کالج بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اور جب دونوں باتوں کا احتمال ہے، کوئی وجہ نہیں کہ مشاعرہ کی جگہ خاص طور پر محمڈن کالج یا مدرسۂ عالیہ کو قرار دیا جائے۔ اس ترجیح کے لئے کسی خارجی دلیل یا کم از کم قرینہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ ہمارے علم میں اہل تحقیق میں سے جن لوگوں نے صراحت کے ساتھ مدرسۂ سرکار کمپنی سے ولزلی اسکوائر کے مدرسۂ عالیہ کو مراد لیا ہے ان کی تحریریں دلائل و قرائن سے یکسر خالی ہیں۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر دوسرے احتمال کو تسلیم کر لیں اور غالب کے مدرسۂ سرکار کمپنی سے فورٹ ولیم کالج کو مراد لیں تو ہمارے خیال میں یہ ایسا احتمال ہے جسے مستبعد قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ تمام تر قرائن سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

فورٹ ولیم کالج کی روایات میں مشاعرہ بجا طور پر شامل رہا ہے۔ اس کالج کے تحت ترجمہ و تالیف کا جو صیغہ قائم ہوا اس سے اردو زبان کے نثر نگار اور شاعر دونوں قسم کے ادباء و منسلک تھے اور منتخب اصحاب قلم اور شاعروں کی خاصہ جماعت فراہم ہو گئی تھی جس نے اپنے ادبی رجحان اور شاعرانہ مذاق کے لحاظ سے کلکتہ میں مشاعرہ کی بنا ڈالی۔ یہ مشاعرہ ہر سال بڑے اہتمام کے ساتھ ۲۵۔ جولائی کو منعقد ہوتا تھا۔ اس میں کلکتہ کے تمام چھوٹے بڑے شاعر ہم طرح غزلیں سناتے تھے۔ اردو کے محسن اور دلدادہ انگریز بھی اس میں دلچسپی لیتے تھے اور ان کی نگرانی میں یہ مشاعرہ ایک باضابطہ شاعرانہ مقابلہ اور علمی دنگل ہو گیا تھا۔ ۱۸۱۲ء میں جو مشاعرہ ہوا تھا اس میں کالج نے مرزا جان طپش کے کلیات کا نسخہ خریدا اور اس کی شاعرانہ قابلیت کے اعتراف میں گراں قدر صلہ دینے کے علاوہ کلیات کو شائع کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ملاحظہ ہو: ارباب نثر اردو ص۲۵۹-۲۵۷)

منشی بینی نرائن جہاں کی تالیف دیوان جہاں میں جس کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے ۲۵- جولائی ۱۸۱۵ء کے مشاعرہ کی غزلیں گلدستہ کی شکل میں درج ملتی ہیں۔[51] غزل سرا وں میں کاظم علی جواں، میر حیدر بخش حیدری، سید جعفر علی رواں، افتخار الدین علی خاں شہرت مرزا ہاشم علی عیاں (پسر جواں) ابوالقاسم خاں قاسم،[52] میرزا آقا سم علی ممتاز (پسر جواں) مرزا لطف علی ولا نظر آتے ہیں۔

---

[51] دیوان جہاں کا ایک قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی میں نظر آیا اس میں مشاعرہ کی تاریخ سنہ کے بغیر درج ہے (ورق ۱۷۳-ب، مخطوطہ نمبر ۵۶)

[52] ابوالقاسم خاں قاسم کے لئے دیکھئے مولانا مہر کی کتاب غالب (ص۳۰۳، ۱۱۳-۱۱۴) نیز دیوان غالب تبریزی (ص۳۸) مولانا مہر لکھتے ہیں: قاسم کے متعلق کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی وہ فارسی کے شاعر تھے۔ مولانا مہر نے قاسم اور ملیاں کی مدح میں غالب کا ایک قطعہ النّاظر (لکھنؤ) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ دیوان جہاں میں بینی پرشاد لکھتے ہیں: قاسم تخلص نام ابوالقاسم خان، خاندان شاہی سے کچھ قرابت رکھتے ہیں اور اس خاکسار کو بھی ان کی خدمت میں نیاز ہے۔ بالفعل کلکتہ میں تشریف رکھتے ہیں (ورق ۹۴ ب تا ۹۵) اس کے بعد قاسم کی تین غزلیں نقل کی ہیں:

(۱) سمجھے وہی انداز مرے طرز سخن کا — نالہ ہو سنا جس نے کبھی مرغ چمن کا (کل ۷ ابیات)

(۲) شور و فغاں ہے متصل لوں کہ ہم دم ہر — شاید دل و جاں پی یا مرگ دل مرحوم ہے (کل ۹ شعر)

(۳) اشکوں سے ہر خزہ ہے مری نسترن کی شاخ — پھولوں میں کیا کمی ہے یہ میری چمن کی شاخ (کل ۷ بیت)

۲۵- جولائی کے مشاعرہ میں قاسم نے جو غزل پڑھی تھی اس کا مطلع ہے:

ہجر میں اک گل کے گل ہاتھوں پہ کھایا چاہیے — ہاتھ کو گلدستۂ رنگین بنایا چاہیے

مقطع میں فرماتے ہیں:

لگ رہی ہے لو یہی قاسم کئی دن سے ہمیں — حضرت دہلی کو کلکتے سے جایا چاہیے

(دیوان جہاں؛ ورق ۱۷۶ ب - ۱۷۷ الف)

۵۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سالانہ مشاعرہ کے علاوہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی کالج سے منسلک حلقہ شعراء کے اہتمام میں ہر مہینے مشاعرے ہوتے ہوں گے، جن میں اردو فارسی کی غزلیں پڑھی جاتی تھیں۔ بظاہر یہی سلسلہ غالب کے قیام کلکتہ کے زمانہ تک باقی رہا جس کا تذکرہ انھوں نے صدر امین باندہ کے خط میں کیا ہے۔

مدرسہ عالیہ کلکتہ یا محمڈن کالج میں کبھی مشاعرہ کا منعقد ہونا ثابت ہو جائے تو بات دوسری ہے۔ ورنہ پابندی کے ساتھ ہر انگریزی مہینے کے پہلے اتوار کو بزم سخن کا آراستہ کیا جانا جو خاص اہتمام چاہتا ہے، وہ کسی مدرسہ کے علماء اور اصحاب فن کے مذہبی ماحول، دینی مذاق، اور مدرسی مزاج سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتا اس کے برعکس فورٹ ولیم کالج کے حلقۂ ادب سے وابستہ اصحاب شعر و سخن کے زیر اہتمام، ان کے ذوق، میلان طبع، مخصوص ادبی رجحان اور شاعرانہ ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مہینے ایک مقررہ دن میں بزم سخن منعقد کرنے کی بات بہ ہمہ وجوہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

مرزا غالب کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے، کہ یہ مشاعرہ ہر مہینے، پہلے اتوار کو ہوتا تھا۔ مدرسہ عالیہ (محمڈن کالج) میں جمعہ کے سوا ہر روز تعلیم ہوتی تھی اتوار کا دن بھی درس و تدریس کے ایام میں شامل تھا۔ ۱۸۶۹ء کی ترمیم کے بموجب مدرسہ اتوار کو پورے دن بند رکھا جانے لگا۔ اس طرح مدرسہ کے اسٹاف کو ولزلی اسکوائر کی نئی عمارت میں منتقل ہونے کے بعد بھی اتنی فرصت کہاں ملتی ہوگی کہ ہر مہینے پہلے اتوار کو بزم سخن آراستہ کرنے کا اہتمام کرتے۔ علاوہ بریں مدرسہ کا اسٹاف غالب کے قیام کلکتہ کے بعد تک اس قدر محدود تھا کہ اس کے لئے مشاعروں کا اہتمام کرنا خاصہ دشوار کام تھا۔ غالباً اس وقت تک بہ شمولیت مدرس اوّل کل پانچ استاذ اور خطیب و مؤذن اسٹاف میں ہوتے تھے۔ (تاریخ مدرسہ عالیہ: ص ۴۴-۴۵ حصہ اوّل) پھر مشاعرہ کی مجلس معمولی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ سامعین کی خاصی کثرت ہوتی تھی اور ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی آپ خود

© rasailojaraid.com